B.A. (Hons)
Part - II
Paper - III

غالب کے حالاتِ زندگی

پیدائش - 1797ء
وفات 1869ء

جس وقت مغل سلطنت کا آفتاب غروب ہو رہا تھا اور انگریزی حکومت دھیرے دھیرے اپنی جڑیں مضبوط کر رہی تھی اس وقت دلّی کی ادبی آب و ہوا پروان چڑھ رہی تھی۔ مغل سلطنت کا آخری چراغ بہادر شاہ کی شکل میں ٹمٹما رہا تھا۔ مگر انکا ادبی ذوق اور علم و فن کی قدر دانی اپنی مثال آپ تھی۔ اپنے دربار میں ادبی نورتنوں کو جمع کر رکھا تھا۔ انہیں نورتنوں میں ایک نایاب رتن کو دنیا اسد اللہ خان غالب کے نام سے جانتی ہے۔

نام اسد اللہ خان اور عرفیت مرزا نوشہ تھی۔ مغل بادشاہ کی طرف سے نجم الدولہ دبیر الملک اور نظام جنگ کے خطابات عطا ہوئے تھے۔ غالب کی پیدائش 27 دسمبر 1797ء کو آگرہ میں ہوئی تھی انکے والد کا نام مرزا عبد اللہ بیگ خان اور والدہ کا نام عزت النساء بیگم تھا۔ میرزا عبد اللہ بیگ خان نے کبھی حیدرآباد میں ملازمت کی تھی بعد ازاں وہ ریاست الور کی فوج میں ملازم ہوئے۔ 1801ء میں الور میں ایک گڑھی کے زمینداروں سے مقابلہ کرتے ہوئے انہیں گولی لگ گئی اور وہ جانبر نہ ہو سکے۔ ان کی تدفین الور میں ہی عمل میں آئی۔ والد کے انتقال کے بعد غالب کی پرورش ان کے چچا مرزا نصر اللہ بیگ خان نے کی لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ 1806ء میں ایک معرکہ میں ہاتھی سے گر کر زخمی ہوئے اور یہی حادثہ ان کی انتقال کا سبب بنا۔ اس وقت غالب کی عمر صرف (9) برس تھی ایسے میں انکی پرورش ان کے ننھیال میں ہونے لگی۔ ننھیال کے لاڈ و پیار نے انہیں باضابطہ تعلیم و تربیت سے دور رکھا۔ ویسے انہوں نے ایک مختصر سی مدت کے لئے ہی آگرہ کے مولوی معظم کے مکتب میں تعلیم حاصل کی تھی لیکن زبان و بیان اور شعر و ادب پر اپنی خداداد صلاحیتوں کے بلبوتے قدرت حاصل کی۔ غالب کی عمر ابھی صرف 13 برس کی تھی کہ الٰہی بخش خان معروف کی چھوٹی بیٹی امراؤ بیگم سے 9 اگست 1810ء کو دہلی میں انکا نکاح ہو گیا۔

CLASSMATE
Date :
Page :

دو ایک سال تو کچھ یوں ہی آنا جانا رہا لیکن 13-1812 سے غالب نے دہلی میں مستقل طور پر سکونت اختیار کر لی۔

غالب نے دہلی کے علمی و ادبی ماحول سے بھرپور استفادہ کیا ان کے خسر نواب الٰہی بخش خان معروف اپنے زمانے کے نامور شاعر تھے انسے بھی اصلاح پائی۔ ادھر فضل حق خیر آبادی تھے جن کی صحبت نے غالب کی شخصیت کو نکھار دیا۔ اسی زمانے میں مالی پریشانیاں بھی رونما ہونے لگیں۔ انکو خاندانی جاگیر سے ملنے والے پنشن کے سلسلے میں کلکتہ کا سفر بھی کرنا پڑا۔ جو اس وقت انگریزی کمپنی کا دارالسلطنت تھا۔ غالب کے سفر کلکتہ کی داستان طویل ہے۔ غالب فروری 1828ء میں کلکتہ پہنچے۔ اپنے سفر میں انھوں نے فیروزپور اور فرخ آباد کے علاوہ لکھنؤ اور بنارس میں بھی قیام کیا جس کے اثرات ان کی شخصیت اور شاعری دونوں پر ملتے ہیں۔ غالب کو کلکتہ میں ادبی پریشانیوں کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ مرزا قتیل سے معرکہ آرائی سفر کلکتہ کا ایک اہم واقعہ ہے۔

غالب کو کلکتے میں اپنی پنشن کے سلسلے میں کوئی خاص کامیابی نہیں ہوئی لیکن ادبی اور ثقافتی طور پر ایک کشادہ منظر ان کے سامنے رہا۔ کلکتہ میں غالب نے ایک نئی دنیا دیکھی۔ انگریزی تہذیب، سائنسی ایجادات اور صنعتی ترقیوں کے نتائج اور اثرات ان کے سامنے تھے۔ اس کا اظہار انہوں نے تفصیل کے ساتھ "آئین اکبری" کے لئے تحریر کردہ اپنی تقریظ میں کیا ہے۔ ایک مشہور غزل بھی اس مناسبت سے کہی ہے مطلع ملاحظہ ہو۔

کلکتے کا جو ذکر کیا تو نے ہم نشیں
اک تیر میرے سینے میں مارا کہ ہائے ہائے

CLASSMATE
Date :
Page :

سفر کلکتہ کے دوران انھوں نے بنارس میں بھی قیام کیا۔ مثنوی "چراغ دیر" ان کی بنارس کی یادوں کی داستان ہے۔ غرض غالب نے کلکتہ میں پایا کم اور کھویا زیادہ اور لوٹ آئے۔ 29 نومبر 1829ء کو دہلی واپس آئے۔ البتہ ان کا سفر کلکتہ ان کی شخصیت اور شاعری کو نیا رخ دینے میں کامیاب رہا۔

1840ء میں غالب کو دہلی کالج میں فارسی کی پروفیسری کا پیش کش کیا گیا۔ لیکن انہوں نے اس منصب کو اس لئے قبول نہیں کیا کہ جب وہ انٹرویو کے لئے گئے تو پرنسپل نے خود سواری تک آکر انکا استقبال نہیں کیا۔ چونکہ غالب اس وقت ملازمت کی غرض سے کالج گئے تھے اس لئے پرنسپل کے ذاتی استقبال کا کوئی سوال ہی نہیں تھا۔

غالب کو بری لت شطرنج اور چوسر کے کھیل میں جوا کھیلنے کے جرم میں گرفتار بھی کیا گیا اور وہ 1841ء اور 1847ء میں دو بار قید کئے گئے۔ لیکن ان سب پریشانیوں کے باوجود انکا ادبی ذوق کم نہیں ہوا۔

آخر کار انکی زندگی کا رخ بدلا اور انکی رسائی دربار مغلیہ تک ہوئی۔ 4 جولائی 1850ء کو بہادر شاہ ظفر کے دربار میں پیش ہوئے۔ انھیں کپڑے کے پارچے اور تین رقم جواہر کا خلعت اور نجم الدولہ دبیر الملک نظام جنگ کے خطاب سے سرفراز کیا گیا۔ ان کی مامور خاندان تیموریہ کی تاریخ لکھنے پر عمل میں آئی اور تنخواہ 600 روپے سالانہ قرار پائی۔ زندگی نے تھوڑی سکونت اختیار کی۔

1854ء میں استاد شاہ ذوق کا انتقال ہو گیا۔ اب بہادر شاہ ظفر نے اپنا کلام غالب کو دکھانا شروع کیا اور یوں غالب استاد شاہ بن گئے۔ لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ 10 مئی 1857ء کو شہر میرٹھ سے پہلی جنگ آزادی کا

آغاز ہوا اور گویا قیامت ٹوٹ پڑی۔ غالبؔ نے وہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا جو دشمن نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا ہوگا۔ خون کی ندیاں بہ نکلیں دہلی کے مناظر لاشوں کی ڈھیر میں تبدیل ہوگئے۔ غالبؔ کے تمام معاشی وسائل بند ہوگئے گویا انکو ضروریات زندگی کے لئے گھر والے مرحوم اور قیمتی کپڑے تک بیچنے پڑے۔

جنگ کے خاتمے کے بعد غالبؔ نے جب نواب رامپور کو اپنی کس مپرسی سے واقف کروایا تھا اور مستقل وظیفے کی درخواست کی تو انھوں نے 1859ء میں غالبؔ کے نام 100 روپئے ماہانہ وظیفہ کی رقم جاری کردیا۔ جو غالبؔ کو تاحین حیات ملتا رہا۔

رام پور سے مراسم غالبؔ کے لئے کئی اعتبار سے سود مند رہے۔ نواب رام پور کی کوشش سے انکا انگریزی حکومت سے بھی پنشن جاری ہوگیا۔ اور تین سال کا بقایہ بھی حاصل ہوگیا۔ 1863ء میں انکو دربار خلعت کا اعجاز بھی بحال ہوگیا۔ اس طرح رام پور سے غالبؔ کا رشتہ اور مضبوط ہوگیا۔ 1865ء میں جب نواب یوسف علی خان کا انتقال ہوگیا تو غالبؔ دہلی سے رام پور کے سفر کو نکلے اور پھر 1866ء میں بڑی پریشانی کے بعد دہلی لوٹے۔ لیکن سفر رام پور کے دوران ہی مرض نے انکا دامن تھام لیا تھا۔ آخر کار وہ بیمار پڑ گئے اور لمبی علالت کے بعد 15 فروری 1869ء کو آخری سانس لی اور خاندان لوہارو کے قبرستان بستی حضرت نظام الدین اولیاء میں مدفون ہوئے۔ انکے انتقال پر انکے شاگرد حالی نے کچھ یوں اپنی تاثرات کا اظہار کیا۔

شہر میں ایک چراغ تھا نہ رہا
اک روشن دماغ تھا نہ رہا۔

—— ختم ——